استقبالِ رمضان

خرم مراد

مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی

استقبال رمضان

خرم مراد

مرکزی مکتبہ اسلامی - دہلی

مطبوعات اشاعت اسلام ٹرسٹ — ۸۸۹

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ
© اشاعت اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) دہلی

نام کتاب : استقبال رمضان

مصنف : خرم مراد

ناشر : مرکزی مکتبہ اسلامی ۱۳۵۳ چتلی قبر، دہلی ۶

اشاعت :

بار اول : فروری ۱۹۹۰ء ۴۰۰۰

بار دوم : جنوری ۱۹۹۳ء ۲۰۰۰

قیمت : -/۴ روپے

مطبوعہ : روبی آفسٹ پرنٹنگ پریس دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک ، قرآنِ مجید اور تقویٰ

چند دن کی بات ہے کہ ایک دفعہ پھر رمضان کا مبارک مہینہ ہمارے اوپر سایہ فگن ہو گا اور اس کی رحمتوں کی بارش ہماری زندگیوں کو سیراب کرنے کے لئے برس رہی ہوگی ۔ اُس مہینہ کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانا جسے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شَھْرٌ عَظِیْمٌ اور شَھْرٌ مُبَارَکٌ کہہ کر پکارا ہو ! یعنی بڑی عظمت والا مہینہ اور بڑی برکت والا مہینہ ! نہ ہمارا تصور اس ماہ کی عظمت کی بلندیوں کو چھو سکتا ہے ، نہ ہماری زبان اس کی برکتوں کا احاطہ کر سکتی ہے ۔

رمضان المبارک عظیم کیوں ؟

اس ماہ کے دامن میں وہ بیش بہا رات ہے کہ اِس ایک رات میں ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر خیر و برکت کے خزانے لٹائے گئے ، اور لٹائے جاتے ہیں ، وہ لیلہ مبارکہ جس میں ہمارے رب نے اپنی سب سے بڑی رحمت ہمارے اوپر نازل فرمائی ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ ، ہم نے اِسے ، کتاب مبین کو ، برکت والی رات میں اتارا (الدخان ۴۴ : ۳) ۔ یہ کتاب کیا ہے ؟ رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ (تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہی رحمت) لیکن ، سچ پوچھئے تو اس ماہ کا ہر روز ، روزِ سعید ہے اور اس ماہ کی ہر شب ، شبِ مبارک ہے ۔ ہر دن روشن ہوتا ہے تو ان گنت بندوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے کہ وہ ، اپنے

مالک کی اطاعت اور رضا جوئی کی خاطر ، اپنے جسم کی جائز خواہشات اور اس کے ضروری مطالبات تک ترک کر کے گواہی دیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب اور مطلوب و مقصود ہے ، اس کی اطاعت و بندگی کی طلب میں زندگی کی اصل بھوک پیاس ہے ، اور اس کی خوشنودی میں ہی دلوں کے لئے سیری اور رگوں کے لئے تری کا سامان ہے ۔ رات کا اندھیرا چھاتا ہے تو بے شمار بندے اللہ تعالیٰ کے حضور قیام ، اس سے کلام ، اور اس کے ذکر کی لذت و برکت سے مالامال ہوتے ہیں، اور ان کے دل شیشے کے چراغوں کی طرح منور ہو کر ایسے جگمگاتے ہیں جیسے آسمانوں پر رات کے ستارے ۔

مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ . اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ . . . رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (النور ٢٤ : ٣٥، ٣٧)

اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہو ، چراغ ایک فانوس میں ہو ، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا . . . (ایسے لوگ) جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اِقامت صلوۃ و ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی ۔

اس ماہ کی ہر گھڑی میں فیض کا اتنا خزانہ پوشیدہ ہے کہ نفل اعمالِ صالحہ فرض اعمالِ صالحہ کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور فرائض ستر گنا زیادہ وزنی اور بلند ہو جاتے ہیں (بیہقی: سلمان الفارسیؓ) ۔ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رحمتوں کی بارش ہوتی ہے ، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور نیکی کے راستوں پر چلنے کی سہولت اور توفیق عام ہو جاتی ہے ، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور روزہ بدی کے راستوں کی رکاوٹ بن جاتا ہے ، شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور برائی پھیلانے کے مواقع کم سے کم ہو جاتے ہیں (بخاری، مسلم: ابوہریرہؓ)

پس بشارت دی گئی ہے اس شخص کو جو رمضان المبارک میں روزے رکھے کہ اس

کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور اس شخص کو جو راتوں میں نماز کے لئے کھڑا رہے کہ اس کے بھی گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور وہ جو شب قدر میں قیام کرے ، اس کے بھی ۔ بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں اور وعدوں کو سچا جانے، اپنے عہد بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نباہے ، اور خود آگہی و خود احتسابی سے غافل نہ ہو (بخاری، مسلم: ابوہریرہؓ)

آپ کا حصہ

اس مہینہ کی عظمت اور برکت بلاشبہ عظیم ہے ، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر اس شخص کے حصہ میں آجائیں جو گردشِ روز گار سے اس ماہ کو پا لے ۔ جب بارش ہوتی ہے تو مختلف ندی نالے اور تالاب اپنی اپنی وسعت وگہرائی کے مطابق ہی اس کے پانی سے فیض یاب ہوتے ہیں ۔ زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں ۔ بارش کا فیض یکساں ہوتا ہے ، مگر ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصہ میں اتنا وافر پانی نہیں آتا جتنا ایک وسیع وعریض تالاب میں بھر جاتا ہے ۔ اسی طرح ، جب پانی کسی چٹان یا بنجر زمین پر گرتا ہے تو اس کے اوپر سے ہی بہہ جاتا ہے اور اس کو کوئی نفع نہیں پہنچاتا ، لیکن اگر زمین زرخیز ہو تو وہ لہلہا اٹھتی ہے ۔ یہی حال انسانوں کی فطرت اور ان کے نصیب کا ہے ۔

رمضان المبارک کے ان خزانوں میں سے آپ کو کیا کچھ ملے گا ؟ زمین کی طرح ، آپ کے دل نرم اور آنکھیں نم ہوں گی ، آپ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے، اور اپنی صلاحیت و استعداد کی حفاظت کریں گے، تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت ، درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے اور آپ ابدی بادشاہت کی فصل کاٹیں گے ۔ کسان کی طرح ، آپ محنت اور عمل کریں گے تو جنت کے انعامات کی فصل تیار ہوگی ، اور جتنی محنت کریں گے اتنی ہی ثمر بار فصل ہوگی ۔ دل پتھر کی طرح

سخت ہوں گے اور آپ غافل کسان کی طرح سوتے پڑے رہ جائیں گے ، تو روزوں اور تراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گا ، اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا ۔

توفیق الہٰی کے بغیر یقیناً کچھ نہیں ملتا ۔ لیکن یہ توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جو کوشش اور محنت کرتا ہے ۔ دیکھئے، اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے ؟ آپ اس کی طرف ایک بالشت چلیں گے تو وہ آپ کی طرف دو بالشت بڑھے گا ، آپ اس کی طرف چلنا شروع کریں گے تو وہ آپ کی طرف دوڑتا ہوا آئے گا (مسلم : ابوذرؓ) ۔ لیکن آپ کھڑے رہیں ، پیٹھ پھیر کر ، غافل یا لاپرواہ، تو بتائیے کہ توفیق الہٰی آپ کے پاس کیسے آئے گی ؟

تو ایسا نہ کیجئے کہ رمضان کا پورا مہینہ گزر جائے ، رحمتوں اور برکتوں کے ڈول کے ڈول انڈیلے جاتے رہیں ، اور آپ اتنے بد نصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے ۔ کچھ کرنے کے لئے اور اپنے حصہ کی رحمتیں لوٹنے کے لئے کمر کس لیجئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تنبیہ کو اچھی طرح یاد رکھئے ۔

کتنے روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا ۔ اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رات کی جگائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا (الدارمی : ابوہریرہؓ)

سارا انحصار آپ پر ہے ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے اس مہینہ کی عظمت و برکت بھی بیان کرتے ، اور اس کی برکتوں کے خزانوں سے اپنا بھرپور حصہ لینے کے لئے پوری محنت اور کوشش کی تاکید بھی فرماتے ۔ آج سنت نبویؐ کی پیروی میں میرا موضوع بھی یہی ہے ۔ یعنی یہ کہ رمضان کے مہینہ میں جو برکت و عظمت ہے اس کا راز کیا ہے ، اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے کس اہتمام اور تیاری کی ضرورت ہے ، کن امور کو ملحوظ رکھنا اور ان پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے ، وہ کون سے طریقے ہیں جن پر چلنے سے منزل ہاتھ آسکتی ہے، اور کون سی روش ہے جس پر نکل جانے سے راہ کھوٹی ہو جاتی ہے ؟

برکت و عظمت کا راز

رمضان کے مہینہ میں جو عظمت اور برکت ہے اس کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے ؟ یہ جاننا سب سے پہلے ضروری ہے کہ اِس آگہی کے بغیر اُس کے خزانوں سے اپنا دامن بھرنا ممکن نہیں ، نہ اُس یکسوئی ، عزم ، اور محنت کا اہتمام اور التزام ممکن ہے جو اس مقصد کے لئے ناگزیر ہے ۔ اس عظمت و برکت کا سارا راز صرف ایک چیز میں پوشیدہ ہے ۔ وہ یہ کہ اس مہینہ میں قرآن مجید نازل کیا گیا ، یعنی نزول شروع ہوا ، پورا کا پورا لوح محفوظ سے اتار کر جبریل علیہ السلام کے سپرد کیا گیا ، یا نزول کا فیصلہ صادر کر دیا گیا ۔

گویا کہ اس ماہ میں ربِّ رحمان و رحیم کی بے پایاں رحمت نے انسانوں کی راہنمائی کا سامان فرمایا ، اس کی حکمتِ لامتناہی نے ان کے لئے سوچ اور عمل کی صحیح راہیں روشن کیں ، صحیح اور غلط کو پرکھنے کے لئے وہ کسوٹی عطا کی جو غلطی ، کجی ، اور تغیر و تبدل سے پاک ہے ۔ یہ اس وقت ہوا جب رمضان کی ایک صبح ، پو پھٹنے سے پہلے ، کلام الٰہی کی پہلی کرن نے قلب محمدیؐ کو منوّر کر دیا ۔ یعنی بات یہ نہیں ہے کہ رمضان کا مہینہ اس لئے مبارک ہوا کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں اور تلاوت قرآن کا اہتمام ہوتا ہے ۔ نہیں ، بلکہ بات یوں ہے کہ روزوں اور تلاوت قرآن کے لئے اس ماہ کا انتخاب اس لئے ہوا کہ نزول قرآن کے عظیم الشان و منفرد و بے مثال واقعہ کی وجہ سے یہ مہینہ پہلے ہی عظیم اور جلیل القدر ہو چکا تھا ۔ یہ عظیم الشان واقعہ اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لئے اور راتوں کو قیام و تلاوت کے لئے مخصوص کر دیا جائے ۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو یوں آشکار فرمایا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ● هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ ۲ : ۱۸۵)

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سارے انسانوں کے لئے سر تا سر ہدایت ہے ، اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ

راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینی والی ہیں ۔ لہٰذا جو شخص اس مہینہ کو پائے لازم ہے کہ وہ اس میں روزے رکھے ۔

نعمت قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے اعلیٰ اور بے مثل نعمت ہے ، اور اس کی رحمتوں میں سب سے بڑی رحمت ۔ اس کا نزول تاریخ انسانی کا سب سے عظیم واقعہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے جوش و خروش کا اِس دنیا میں سب سے بڑا ظہور ۔ اسی لئے تو اس نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (یہ بے انتہا رحم والا ہے جس نے قران کی تعلیم دی) ، اور تَنْزِیْلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (اتارا گیا ہے بے انتہا رحم والے اور بے انتہا رحم کرنے والے کی طرف سے) ۔ انسان کے لئے عدل و قسط کی کوئی میزان ہے تو یہی قرآن ہے ، روشنی کا سرچشمہ ہے تو یہی ہے ، نسخہ شفاء ہے تو یہی ہے ۔

ویسے تو ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں ۔ ہم ہر لمحہ دونوں ہاتھوں سے ان نعمتوں کے خزانے لوٹ رہے ہیں ۔ لیکن دنیا ، اور دنیا کی ہر نعمت ، بس اسی وقت تک ہماری ہے جس وقت تک سانس آ رہی ہے اور جا رہی ہے ۔ آخری سانس نکلی تو زندگی کے سارے لمحات بھی ختم اور دنیا کی ساری نعمتیں بھی ہمارے لئے ختم ۔ جو چیز زندگی کے ان فانی لمحات کو لازوال زندگی میں ، ان عارضی مسرتوں کو ابدی راحتوں میں ، ان ختم ہو جانے والی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں میں بدل سکتی ہے ، وہ صرف اور صرف قرآن کی نعمت ہے ۔ اسی لئے یہ دنیا کے سارے خزانوں سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے ۔ اسی لئے جس رات یہ نازل کیا گیا اس کو لیلۃ مبارکۃ اور لیلۃ القدر فرمایا ، اور جہاں جہاں اِس کے اتارے جانے کا ذکر فرمایا اکثر اُس کا رشتہ اپنی رحمت ، بار

بار کی جانے والی رحمت ، اپنی بے پایاں حکمت ، اور اپنی بے پناہ قوت کے ساتھ جوڑا ۔ پھر کیا تعجب کی بات ہے کہ رمضان کے اختتام پر جشن عید منانے کو کہا کہ یہ مہینہ نزول قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ، وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ● قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ، هُوَخَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یونس ۱۰ : ۵۷ . ۵۸)

لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے ۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کے لئے شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے ۔ اے نبیؐ کہو کہ یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی۔ اس پر تو لوگوں کو خوشی منانا چاہئے ، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جو لوگ سمیٹ رہے ہیں ۔

سب دن اور سب مہینے ایک جیسے ہوتے ہیں ۔ یہ سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا ۔ لیکن بعض لمحات ایسے آتے ہیں، جن کے ساتھ ساری انسانیت اور ساری کائنات کا مستقبل وابستہ ہو جاتا ہے ۔ ایسا ہی وہ لمحہ تھا۔ جب غار حرا میں ہدایت خداوندی کی آخری کرن داخل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حامل و امین بنے ۔ اسی عظیم لمحہ کا امین ہے رمضان المبارک کا مہینہ ، اور یہی ہے رمضان المبارک کی عظمت و برکت کا راز ۔

رمضان میں روزہ اور تراویح کیوں ؟

نزول قرآن کے سالگرہ کے مہینہ میں ہر دن کو روزہ رکھنے اور ہر رات کو چند گھڑیاں کھڑے ہو کر قرآن سننے کے لئے کیوں مخصوص کیا گیا؟ یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں اگر

آپ نے یہ جان لیا کہ قرآن مجید کی نعمت کی حقیقت کیا ہے ، اور تھوڑا سا غور کر لیں کہ قرآن مجید کا امین و حامل ہونے کی ذمہ داریاں کیا ہیں ۔

قرآن کی عظیم امانت اور مشن

نعمت جتنی بیش بہا ہو اس کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری اتنی ہی بھاری ہوتی ہے ۔ اللہ کی کتاب اور اس کا کلام سب سے بڑی رحمت اور برکت ہے، اس لئے یہ اپنے دامن میں ذمہ داریوں کی ایک پوری دنیا رکھتی ہے ۔ یہ ذمہ داریاں اس حوالہ سے ہیں کہ یہ کتاب زندگی کے اصل مقصد ، اور زندگی کو کامیاب اور بامراد بنانے کے لئے صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے ۔ یہ کتاب انسان کے سارے باطنی و ظاہری اور انفرادی و اجتماعی امراض کے لئے نسخہ شفا ہے ۔ یہ کتاب اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے چراغ راہ ہے ۔

اس لحاظ سے دیکھئے تو ہدایت الٰہی کا یہ انعام دو بڑی ذمہ داریاں اپنے ساتھ لاتا ہے

ایک ، خود اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلنا ، اس کی روشنی میں اپنی زندگی کا سفر طے کرنا ، اس کے نسخہ شفا کو اپنی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کرنا ، اپنے دل کو ، فکر و عمل کو ، سیرت و کردار کو اس کے بتائے ہوئے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش میں لگ جانا ۔

دوسرے ، جو ہدایت ھُدًی لِلنَّاس ہے ، سارے انسانوں کے لئے ہے صرف اپنے نفس کے لئے نہیں ہے ، اس ہدایت کو الناس تک پہنچانا ، ان کے سامنے اس کو آشکار کرنا ، اس کی راہ پر چلنے کی دعوت دینا ، اندھیروں میں راستوں پر روشنی کرنا ، اور بیماروں تک دوا پہنچانا ۔

سوچئے تو دوسرے ذمہ داری پہلی ذمہ داری ہی کا لازمی تقاضہ ہے ، اور اس کا

ایک ناگزیر حصہ ۔ دوسرا کام کئے بغیر پہلا کام کبھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ ایک طرف تو اس بات کا علم و ایمان ہونا کہ قرآن مجید ھُدًی لِلنّاس ہے اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے ۔ بھٹکنے والوں کا یہ حق ہے کہ جو راستہ جانتا ہو وہ ان کو راہ بتائے اور یہی حق بیماروں کا ہے کہ جس کے پاس دوا ہو وہ ان تک دوا پہنچائے ۔

دوسری طرف ، جب تک دوسروں کو قرآن کی راہ پر چلانے کے لئے کوشش اور محنت نہ ہو، خود آپ کا اپنا صحیح راہ پر ، قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر ، چلنا بھی ناقص اور نامکمل رہے گا ۔ س طرح خود اپنی منزل بھی کھوٹی ہوتی ہے ۔ اس لئے کہ دعوت و جہاد تو سلوک قرآنی کا ایک لازمی حصہ ہے ، بلکہ چوٹی کا عمل ہے۔ اس لئے کہ آپ کی زندگی دوسرے انسانوں کی زندگیوں سے تعلقات و روابط میں اس طرح گتھی ہوئی ہے کہ جب تک وہ بھی اس راہ پر نہ چلیں آپ کا تنہا چلنا مشکل ہے، اور پوری طرح چلنا اور زیادہ مشکل ہے ۔

دیکھئے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو وہ اِقْرَأ کی ہدایت لائی ۔ 'پڑھو' ۔ پڑھنے میں سنانے کا کام شامل ہے ، لیکن دوسری وحی نے بات بالکل کھول دی ۔ ایک مختصر وقفہ کے بعد فرمایا گیا ، قُمْ فَاَنْذِرْ ، یعنی کھڑے ہو جاؤ اور آگاہ کر دو ، اور رَبَّكَ فَكَبِّرْ ، یعنی سارے انسانوں کے سامنے اللہ کی کبریائی کا اعلان کر و اور ان کے اوپر اس کی کبریائی قائم کر دو ۔ وہی بڑا ہو اور باقی سب بڑائیاں اس کے آگے سرنگوں ہو جائیں، یہاں تک کے زمین پر کوئی خدا بن کر راج نہ کرے ، کوئی خود کو اور اپنی مرضی کو اپنے جیسے انسانوں پر مسلط نہ کرے ، اور انسان کی گردن صرف اپنے خالق اور مالک کے آگے جھکے ۔

غور کیجئے تو امت مسلمہ کی تشکیل بھی صرف اسی غرض کے لئے ہوئی ہے ۔ ورنہ یہ کوئی مخفی بات نہیں ہے کہ جس وقت قرآن مجید کا نزول شروع ہوا ، اس وقت خدا کے ایسے بندے موجود تھے جو وحدانیت الٰہ کے قائل تھے ، سلسلہ رسالت و کتاب پر ایمان رکھتے تھے ، جو عبادت گاہوں میں رات رات بھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے تھے، اور وہ لوگ بھی موجود تھے جو روزے رکھا کرتے تھے ۔ ان کے خدا سے تعلق اور

اخلاق حسنہ کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی ہے ۔ پھر ایک نئی رسالت، ایک نئی دعوت، اور ایک نئی امت کیوں ضروری ہوئی ؟ ایک طرف تو اس لئے کہ ایمان و عمل کی راہیں انسانوں کی خودساختہ ساری گمراہیوں سے پاک ہو کر روشن ہو جائیں۔ لیکن دوسری طرف اس لئے کہ ایک ایسی امت وجود میں آئے جو انسانوں کے سامنے اپنے رب اور اس کے دین کی گواہ بن کر کھڑی ہو ، تاکہ انسان انصاف پر قائم ہو جائیں ۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ ۔ (البقرہ ۲ : ۱۴۳)۔

یہ قرآن کا مشن ہے ۔ یہی وہ مشن ہے جو قرآن کو پانے اور قرآن کی امانت کا حامل بننے کے نتیجہ میں میرا، آپ کا، اور قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرنے والی اس ساری امت کا مشن قرار پاتا ہے ۔

یہ ذمہ داری کتنی بھاری اور بڑی ذمہ داری ہے اس کا تصور بھی مشکل ہے ۔ فی الحقیقت یہ ایک انتہائی عظیم الشان کام ہے کہ ساری انسانیت کو صحیح راہ پر ڈالا جائے ۔ اسی لئے حضورؐ پہلا پیغام لے کر غار حرا سے گھر آئے تو کانپتے اور لرزتے ہوئے آئے ۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کلام کی امانت کو ایک بھاری بات، 'قول ثقیل' کہا اور کمر توڑ بوجھ قرار دیا ۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ، لیکن ایسا مشکل بھی نہیں کہ اس کا اٹھانا انسان کے بس سے باہر ہو ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ جو رحمان و رحیم اور عادل و حکیم ہے ایسا بوجھ کیوں ڈالتا۔

بس اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسا انسان پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو اور اپنی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ۔ نیا انسان بننے کے لئے اور اپنے چاروں طرف ایسی دنیا بنانے کے لئے جہاں حکم صرف اللہ کا چلے ، گردنیں صرف اُس کے آگے جھکیں، قرآن پر ایمان بھی ضروری ہے ، قرآن کا علم بھی ضروری ہے ، قرآن سے مسلسل گہرا ربط بھی ضروری ہے ، صبر اور استقامت بھی درکار ہے، اور مسلسل جدوجہد اور قربانی بھی ناگزیر ہے ۔ قرآن کا مشن بڑی اعلیٰ صفات کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا تقاضہ ہے کہ انسان قرآن کا پرچم اٹھائے تو فکر اور کردار کو بھی بلندیوں کی طرف اٹھائے ۔ اس کے لئے قوت، اور استعداد کی ضرورت ہے۔

قرآن ، تقوی اور روزہ

اس قوت و استعداد کا اور ان اعلیٰ صلاحیتوں کا سرچشمہ ہے تقوی ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے آغاز میں ہی یہ واضح کر دیا کہ اس کتاب سے وہی راہ دیکھ سکتے ہیں ، راہ پر لگ سکتے ہیں، اور راہ چل سکتے ہیں، جو تقوی رکھتے ہوں ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ دوسری طرف روزے رکھنے کا مقصد ، یا یوں کہئے کہ روزوں کا حاصل یوں بیان کیا کہ 'لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ' تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو ۔

ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھئے اور ان پر غور کیجئے! آپ فوراً اس راز کو پالیں گے کہ روزہ سے قرآن مجید کا اتنا گہرا تعلق کیوں ہے اور نزول قرآن کی سالگرہ کے مہینہ کو روزوں کے لئے کیوں مخصوص فرمایا گیا ۔ اس ماہ کی بابرکت گھڑیوں سے زیادہ موزوں وقت اس بات کے لئے اور کون سا ہو سکتا تھا کہ روزہ کے ذریعہ تقوی کی وہ صفت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے جس سے راہ قرآن آسان ہو ، اور امانت قرآن کا بوجھ اٹھانا ممکن ہو ؟

تقویٰ کیا ہے ؟

تقویٰ بڑی اونچی اور بیش بہا صفت ہے اور ساری مطلوبہ صفات کی جامع بھی ۔ جو تقویٰ کی صفت رکھتے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیوں کی ضمانت دی ہے ۔ تقوی وہ چیز ہے جس سے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ ملتا ہے ۔ تقویٰ وہ ہے جس سے رزق کے دروازے اس طرح کھلتے ہیں کہ شان و گمان بھی نہیں ہوتا ۔ تقویٰ کی وجہ سے دین اور دنیا کے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں ، اللہ تعالیٰ برائیاں جھاڑ دیتا ہے ، اور اجرِ عظیم سے نوازتا ہے ۔ متقین ہی وہ ہیں جن کو اُس جنت کی بشارت دی گئی ہے جس کی وسعت میں زمین و آسمان سما جائیں ، انہیں سے

اُس مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس جنت کی طرف لے جانے والی ہے ۔ جنت تو ان لی وراشت ہے ہی ، دنیا میں بھی آسمان و زمین سے برکتوں کے دہانے کھول دینے کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے جو ایمان اور تقویٰ کی صفت سے آراستہ ہوں ۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوا وَاتَّقَوا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف ۷ . ۹۶)

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ۔

تقویٰ کیا ہے ؟ بات سمیٹ کر کہی جائے تو کہنا چاہیئے کہ تقویٰ قلب و روح ، شعور و آگہی ، عزم و ارادہ ، ضبط و نظم ، اور عمل و کردار کی اُس قوت اور استعداد کا نام ہے کہ جس کے بل پر ہم اُس چیز سے رک جائیں جس کو ہم غلط جانتے اور مانتے ہوں اور اپنے لئے نقصان دہ سمجھتے ہوں ، اور اس چیز پر جم جائیں جس کو صحیح جانتے اور مانتے ہوں ۔ تقویٰ کے لغوی معنی 'بچنے' کے ہیں ۔ ان معنوں میں یہ تقویٰ کا بالکل بنیادی اور ابتدائی مفہوم ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے ۔

یہ قوت ہماری فطرت میں ودیعت ہے کہ ہم نقصان و ضرر سے بچیں ، نفع کی حرص کریں، اور اس کی جستجو کے لئے سعی کریں ۔ یہ نہ ہو تو انسانی زندگی کی بقا بالکل ناممکن ہے ، اور نہ انسان ترقی کر سکتا ہے ۔ ہم جلتی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے ، بلکہ ہمارا ہاتھ خود بخود آگ کے پاس سے کھنچ کر واپس لوٹ آتا ہے ۔ ہمارا بچہ ناسمجھی میں آگ کے قریب بھی چلا جائے تو ہم بے چین ہو کر لپکتے ہیں کہ کسی طرح اس کو بچا لیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ آگ میں ہمارا ہاتھ جل جائے گا ، آگ کی نذر ہو کر ہمارا بچہ موت کی آغوش میں چلا جائے گا ۔ یہ دنیا کی آگ کا تقویٰ ہے ۔ اس آگ کا نقصان ہمارے تجربہ میں ہے ، یہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے ۔

ایک آگ اور ہے ۔ یہ آگ ایمان و عمل اور فکر واخلاق کی خرابیوں سے بھڑکتی ہے ۔ کن راہوں پر چلنے سے اِس دنیا اور آنے والی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اِس آگ میں گرنا اور جلنا ممکن ہے ؟ یہی بات قرآن مجید بتاتا ہے ۔ وہ خبردار کرتا ہے کہ ان راہوں کے قریب نہ جاؤ ، اس آگ سے بچو ۔ حق کا انکار ، سرکشی ، ظلم ، جھوٹ ، حرام مال ——یہ سب آگ ہیں ۔

یہ آگ ہماری آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں ، اس کا ہمیں کوئی تجربہ نہیں ، اس آگ میں ہاتھ ڈال کر ہم جلنے کا مزہ فوراً اور 'ابھی' نہیں چکھتے ۔ دنیا کی آگ سے ہم اس لئے بچتے ہیں کہ اسے ہم دیکھتے ہیں ، اس میں جلنے کا مزہ ہم فوراً اور ابھی چکھتے ہیں ۔ اس کے ضرر پر ہمیں پورا پورا یقین ہے ۔ اگر ایسا ہی یقین ہمیں اس بات پر ہو جائے کہ جھوٹ بولنے سے زبان آگ میں جل رہی ہے ، حرام کھانے سے پیٹ آگ کے انگاروں سے بھر رہا ہے ، یا حرام پر چلنے سے آگ اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا بن رہی ہے ، تو پھر یقیناً ہمارے دلوں اور ہمارے جسم و جان میں وہ قوت اور استعداد پیدا ہوگی جو ہمیں اِن کاموں سے روکنے میں کامیاب ہو ۔

یہ اللہ کا اور اس کی آگ کا تقویٰ ہے ۔ اس تقویٰ کا پہلا سرچشمہ ایمان بالغیب ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ متقین جو قرآن سے ہدایت پاتے ہیں وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں ۔ آج کی ایمان کی خرابی اور بد عملی ہی کل کی آگ ہے ، اگرچہ اِسے ہم آج دیکھ نہیں سکتے ۔ اس بات پر یقین سے ہی تقویٰ پیدا ہوتا ہے ۔ اسی یقین سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو راہ قرآن پر چلنے کے لئے سب سے بڑھ کر درکار ہے ، وہ زادِ راہ حاصل ہوتا ہے جو سب سے زیادہ ضروری ہے ۔

تقویٰ کی یہ حقیقت سامنے رکھ کر غور کیجئے ۔ آپ فوراً یہ سمجھ لیں گے کہ تقویٰ کے لئے سب سے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ ہم اقدار اور اخلاق و اعمال میں صحیح اور غلط ، حق اور باطل کا ایک مستقل ضابطہ اور معیار تسلیم کریں ، اور اس کی پابندی کریں ۔ جو لوگ کہیں کہ عقائد و اخلاق میں صحیح اور غلط کا کوئی مستقل وجود اور ضابطہ و معیار نہیں ، یہ

اضافی چیزیں ہیں جو زمانہ اور حالات کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہیں ، یا آدمی ایماندار ہو یا بے ایمان کوئی فرق نہیں پڑتا ، ان کے لئے تقویٰ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا ہے ۔ اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ حق اور صحیح صرف وہ ہے جس سے اس کی رضا حاصل ہوتی ہو ، جو اس کا حکم ہو ، جس کا علم اس نے دیا ہو ۔ ہر وہ چیز جو اس کو ناراض کرنے والی ہو ، جس سے اس کا غضب بھڑکتا ہو ، جس سے اس کی نافرمانی ہوتی ہو ، وہ غلط اور باطل ہے ، وہ ضرر رساں اور نقصان دہ ہے ۔ اس سے بچنا ضروری ہے ۔

اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کے معنی یہ بھی ہیں کہ کچھ حقیقتیں ایسی ہیں جو حواس کی گرفت سے باہر ہیں ، جو جسم و جان سے ماورا ہیں ، جو بھوک پیاس سے بالاتر ہیں ، جو خواہشات کی فوری تکمیل سے زیادہ مزے دار اور قیمتی ہیں ۔

صحیح اور غلط کا علم صرف وہی دے سکتا ہے، اور ان حقیقتوں کا علم بھی صرف اسی سے حاصل ہو سکتا ہے ، جس کے پاس غیب اور شہادت دونوں کا علم ہے۔ اور جس کی مرضی ہی صحیح اور غلط کی کسوٹی ہے ۔

متقی وہ بن سکتے ہیں جو ان غیبی امور پر ایمان لائیں ۔ جو ان باتوں کو مان لے اُس کے لئے ایک ہی راستہ ہے ۔ وہ یہ کہ وہ اپنے تن ، من ، دھن سب کو پورا کا پورا اپنے رب کے حوالہ کر دے ۔ اس کا اٹھنا ، بیٹھنا ، چلنا پھرنا ، سوچنا بولنا ، سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے وقف ہو جائے ۔ جو کچھ اس نے دیا ہے خواہ وہ مال ہو یا وقت ، مادی نعمت ہو یا روحانی۔ اس کی راہ میں لگا دے اور اسی کے لئے خرچ کرے۔ پوری زندگی اس فکر میں گزارے کہ کل اس سے ملاقات کرنا ہے، اور اس وقت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے ۔

یہی ہے تقویٰ کی وہ تعریف جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز میں ہی بیان فرما دی ہے ۔ غیب پر ایمان ، جسم و جان سے بندگی نماز کی شکل میں، اس کا دیا ہوا اسی کی راہ میں خرچ کرنا ، حق و باطل کی کسوٹی کے لئے وحی پر ایمان ، اور آخرت پر یقین ۔

جو اللہ کو اپنا رب کہے ، اور اس کے بعد بھی اپنے جسم و جان کی قوتوں کو ، اپنے وقت اور مال کو ان راہوں میں لگائے جو اس کو ناپسند ہیں ، اور ان چیزوں سے نہ بچے جو اس کے غضب کی آگ بھڑکانے والی ہیں ، وہ تقویٰ سے محروم ہے ۔ تقویٰ صرف ظاہری رسوم کی پابندی کا نام نہیں ۔ یہ اپنے اندر کی قوت اور یقین کا نام ہے ۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ تین بار اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ، تقویٰ تو یہاں ہے (مسلم: ابوہریرہؓ).

تقویٰ اور روزہ

تقویٰ کے یہ معنی آپ ذہن میں رکھیں ، تو یہ بات سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ یہ تقویٰ پیدا کرنے کے لئے روزہ، قیام لیل، اور تلاوت قرآن سے زیادہ مؤثر کوئی اور نسخہ مشکل سے ہی ہو سکتا تھا، اور اس نسخہ کے استعمال کے لئے رمضان المبارک ہی سب سے زیادہ موزوں مہینہ تھا ۔ روزہ، اور قیام لیل میں تلاوت قرآن، دونوں کو رمضان کے مہینہ میں جمع کرکے اللہ تعالیٰ نے دراصل اِس تقویٰ کے حصول کا راستہ ہمارے لئے کھول دیا ہے ۔

ہم روزہ رکھتے ہیں تو صبح سے شام تک اپنے جسم کے جائز مطالبات تک کو جو بھوک ، پیاس ، اور دیگر صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں ، اللہ کی رضا کی خاطر پورا کرنے سے رک جاتے ہیں، اور اس کے اجر و انعام کی خاطر اپنی جائز خواہشات بھی قربان کر دیتے ہیں ۔ رات آتی ہے تو کھڑے ہو کر اس کا کلام سنتے ہیں، اور مہینہ بھر میں کم سے کم ایک دفعہ پوری کتاب سن لیتے ہیں ۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ زبان نہ جانتے اور محنت نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے پلّہ کچھ نہیں پڑتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کیا کہا اور ہم نے کیا سنا ۔ لیکن منشائے خداوندی بالکل واضح ہے کہ اس مہینہ میں ہم ایک مرتبہ اس پوری ہدایت سے روشناس ہو جائیں جو اس نے قرآن مجید کی صورت میں، ہمیں عطا فرمائی ہے، اور جس

پر خود عمل کرنا اور جس کی طرف دوسروں کو بلانا ہمارا اولین فرض ہے ۔ تلاوت قرآن سے علم و ایمان کا حصول ہوتا ہے اور روزہ سے قوت عمل کا ۔

روزہ میں جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے ہم کھاتے ہیں اور جب اس کا حکم ہوتا ہے ہم رک جاتے ہیں ۔ نہ کھانا حرام ہے نہ پینا ، لیکن روزے میں ہم اِن بالکل بنیادی ضروریات کو بھی اطاعت رب کی خاطر اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں جن کو پورا کرنا دوسرے اوقات میں نہ صرف جائز بلکہ فرض ہوتا ہے ۔ اس طرح ہم یہ قوت پیدا کرتے ہیں کہ ہر اس چیز سے رک جائیں جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ، خواہ اس کے لئے ہماری ضرورت اور خواہش کتنی ہی شدید ہو، اور وہ ہمیں کتنی ہی صحیح اور جائز نظر آئے ۔

روزہ سے ہمارا یہ ایقان بھی راسخ ہوتا ہے کہ جن حقیقتوں کی خبر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دی ہے ، جو مادی و حِسّی نہیں ہیں، وہ بھوک ، پیاس اور جنس جیسی مادی حقیقتوں سے کہیں زیادہ بالا اور بیش بہا ہیں ۔ ہم صرف روٹی سے نہیں جیتے، اعلیٰ اخلاقی مقاصد زندگی کے لئے ناگزیر ہیں ۔ اس طرح ہمارے اندر یہ قوت پیدا ہوتی ہے کہ بلند تر روحانی اور اخلاقی مقاصد کے لئے ، جو بعد میں حاصل ہونے والے ہوں، ان دنیوی خواہشات کو قربان کر دیں جو فوری تکمیل کی طالب ہوں اور جن کا مزہ آج ہی لوٹا جاسکتا ہو ۔

روزہ یہ بات بھی راسخ کر دیتا ہے کہ اصل چیز اطاعت الٰہی ہے۔ صرف حکم الٰہی ہی کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کے لئے آخری سند ہے ۔ نیکی اور ثواب نہ کھانے میں ہے نہ بھوکے رہنے میں ، نہ جاگنے میں نہ سونے میں ۔ نیکی اور ثواب صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے ۔ قیام لیل سے بھی اسی نوعیت کی قوتیں حاصل ہوتی ہیں ۔

جب یہ قوتیں اور کیفیات پیدا ہو جائیں، اور جتنی ہو جائیں، اسی وقت اور اتنے ہی ہم انفرادی طور پر، اور اجتماعی طور پر بحیثیت قوم، قرآن کی امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہو سکتے ہیں ۔ کیوں کہ تب ہی ہم اپنے مقاصد اور قرآن کی ذمہ داری اور مشن کی تکمیل کو مادی اور محسوس اشیاء کی خواہشات اور فوری اور بظاہر یقینی لذتوں کی طلب پر ترجیح

دینے کی استعداد کے حامل ہو سکتے ہیں ۔ اسی استعداد کا نام تقویٰ ہے ۔

ایک اور پہلو سے دیکھئے ۔ روزہ کی کوئی ظاہری شکل صورت نہیں ہے ۔ نفس اور پیٹ کی گہرائی میں اٹھنے والی بھوک ، پیاس، اور خواہش جنس کو کوئی دوسرا نہ دیکھ سکتا ہے نہ محسوس کر سکتا ہے ، نہ کوئی کسی کے احساس میں شریک ہو سکتا ہے ۔ ان خواہشات کو قربان کر دینے کی بھی کوئی ظاہری شکل نہیں ۔ لہٰذا اس ترک خواہشات کو مادی پیمانوں سے نہیں ناپا تولا جا سکتا ۔ روزہ تو خالص حضوریٔ رب کے یقین پر ہی قائم ہوتا ہے ، اور اسی کو راسخ کرتا ہے ۔ اس کی یہی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے، جہاں بھی ہوں وہ موجود ہے، دو ہوں تو تیسرا وہ ہے اور اکیلے ہوں تو دوسرا وہ ہے، وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے --- یہ ہے وہ ایمان، ہر وقت اپنے رب کے سامنے ہونے پر ایمان، جو روزہ کا اصل ثمر ہے --- اسی لئے حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے صرف میں ہی اس کا بدلہ دے سکتا ہوں (بخاری، مسلم : ابوہریرہؓ)۔ تقویٰ اسی ایمان کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے ، اسی ایمان سے غذا حاصل کرتا ہے ، اسی پر استوار ہوتا ہے، اور اسی سے پھلتا پھولتا ہے ۔

اب آخر میں آپ کو ایک اہم بات اور بتاؤں ! جب شیطان اس بات سے مایوس ہو جاتا ہے کہ ہم اس نسخہ کے استعمال کو ترک کرنے پر راضی ہو جائیں جو اتنے بے پایاں منافع کا حامل ہے تو پھر وہ اس کی کوشش کرتا ہے کہ اس کے منافع کو محدود کر دے ۔ ہم سمندر سے چند قطرے حاصل کرنے پر ہی قانع رہ جائیں ۔ روزوں اور قیام لیل سے وہ تقویٰ بھی حاصل ہو سکتا ہے جو آپ نے دیکھا، اور اس سے ایسا تقویٰ بھی پیدا ہو سکتا ہے جو صرف اس بات پر ہمیں قانع کر دے کہ چند چھوٹی نیکیاں کر لیں ، مستحبات کی فکر نوافل سے بڑھ کر کریں ، نوافل کی سنتوں سے بڑھ کر، اور ان سب کی فرائض سے بڑھ کر ۔ اسی طرح ہم چند چھوٹی برائیوں سے رک جائیں ۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں روزے فرض کر کے جو تقویٰ پیدا کرنے کی تعلیم دی ہے وہ اس سے بہت عظیم شے ہے ۔ یہ وہ تقویٰ ہے جس سے ہم

بحیثیت فرد کے ، اور بحیثیت جماعت کے رمضان میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کے اہل بن سکتے ہیں ۔ یہ بات اس لئے جاننا ضروری ہے کہ ایسا ہوتا رہا ہے، اور ہو رہا ہے، کہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو جاگنے والے روزے رکھتے رہتے ہیں اور راتوں کو جاگتے رہتے ہیں ، مگر ایک قدم بھی اُس راہ پر نہیں اٹھاتے جس راہ پر رمضان کے روزے اور تلاوت قرآن انہیں گامزن کرنا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ اعمال صالحہ میں سب سے اہم عمل ، فرائض میں سب سے بڑا فرض، اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ خیر کثیر کا حامل تو عمل یہی ہے کہ ہم قرآن کا حق ادا کرنے کے لئے اور اللہ کے دوسروں بندوں کو قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر لگانے کے لئے، اپنے کو تیار کریں ، اور عملاً کچھ نہ کچھ ضرور کریں ۔

اس فرض کو ادا کرنے کی فکر ہم اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہم قرآن مجید ، صومِ رمضان اور تقویٰ کے باہمی تعلق کو اچھی طرح سمجھ لیں ۔ میری اب تک کی گفتگو کا مقصد یہی تھا۔ ہم کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ روزوں کے لئے صرف اس وجہ سے فرض کیا گیا کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا ۔ اس مہینہ کی ساری برکت اور عظمت اس لئے ہے کہ اس ماہ میں اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کا ارادہ فرمایا ، اور اپنے فضل عظیم سے اپنی ہدایت کا آخری پیغام اپنے آخری نبیؐ کے ذریعہ دینا والوں کے حوالہ کیا ۔ اس ماہ میں روزے فرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ تقوی پیدا کریں جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتابِ ہدایت کا حق ادا کرنے کی قوت اور استعداد حاصل ہو ۔

آپ کیا کریں

آپ کیا کریں جس سے رمضان المبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اور نفع حاصل کر سکیں ، اس کے روزوں سے اس کی تروایح سے اس کی تلاوت قرآن سے اس کی عبادات و معمولات سے ، اس کی راتوں سے اور اس کے دنوں سے یہ قوت اور استعداد حاصل کر سکیں ؟ اب میں آپ کے اسی سوال ک جواب دینے کی کوشش کروں گا ۔

۱ - نیت اور ارادہ

پہلی چیز صحیح نیت اور پکا ارادہ ہے ۔

نیت شعور و احساس پیدا کرنے اور اس کو متحرک کرنے کا کام کرتی ہے ۔ شعور بیدار ہو تو ارادہ پیدا ہوتا ہے ۔ اور ارادہ محنت اور کوشش کی صلاحیت پیدا کرتا ہے ۔ کسی کام کے لئے مقصد کے صحیح شعور اور اس کے حصول کے لئے پختہ عزم کی حیثیت وہی ہے جو جسم کے لئے روح کی ہوتی ہے ۔ انہیں معنوں میں نماز ، روزہ اور عبادت کے لئے نیت کی تاکید کی گئی ہے ۔ بعض علماء کے نزدیک زبان سے نیت کے الفاظ کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا ، بعض کے نزدیک دل کا قول اور فیصلہ کافی ہے ۔ صرف نیت

کے الفاظ دہرانے سے یا دل میں کسی فرض کام کو ادا کرنے کی نیت کر لینے سے فقہی اور قانونی شرط تو ضرور پوری ہو جاتی ہے ، لیکن یہ نیت روح کا کام اسی صورت میں کر سکتی ہے جب یہ شعور میں کام کا مقصد اجاگر کر دے، اور دل میں اس مقصد کے حصول کے لئے عزم پیدا کر دے ۔

زندہ اور مردہ جسم میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا ۔ لیکن زندہ جسم قوت، حرکت، اور عمل کی استعداد رکھتا ہے، جب کہ مُردہ جسم قوت، حرکت، اور عمل کی استعداد سے محروم ہوتا ہے ۔ یہی حال اعمال کا ہے ۔ اگر اعمال میں صحیح نیت کی روح ہو تو وہ اثر آفرینی، نشو و نما اور نتیجہ خیزی کی استعداد رکھتے ہیں ۔ اسی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ اعمال کی صحت اور وزن کا انحصار نیت پر ہوتا ہے ۔ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَاتِ (بخاری: عمرؓ) ہر انسان کے لئے حاصل وہی ہے جس کی وہ نیت کرے ۔

نیت ہونی چاہئے ، صحیح ہونی چاہئے، لیکن خالص بھی ہونی چاہئے ۔ یعنی ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کے اجر و انعام کا مستحق بننے کے لئے ہونا چاہئے ۔ اگر آپ کی نیت خالص نہ ہوگی اور آپ کام صرف اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کریں گے تو وہ قبول نہ ہو گا ، اور آپ کی محنت کا اجر ضائع جا سکتا ہے ۔

نیت طلب اور آرزو کا اظہار ہے ، اور اگر طلب و آرزو موجود نہ ہو تو اس کی خلاق ہے ۔ طلب اور آروز ہو تو عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے ۔ ارادہ اور عزم و حوصلہ ہی وہ طاقت ہے جو ہمیں حرکت میں لاتی ہے اور حرکت میں رکھتی ہے ۔ یہ وہ بنیادی صفات ہیں جن کے بغیر کوئی راستہ طے نہیں ہو سکتا ، اور رمضان المبارک کا سفر بھی آپ کو اپنی منزل پر نہیں پہنچا سکتا ۔

رمضان المبارک کے استقبال کے لئے سب سے پہلا کام آپ کو یہی کرنا چاہئے کہ آپ اس کے مقام، اس کے پیغام، اس کے مقصد، اور اس کی عظمت و برکت کے شعور کو تازہ کریں ۔ اس بات کی نیت کریں کہ اس مہینہ میں آپ جن معمولات اور عبادات کا اہتمام کریں گے ان سے آپ اپنے اندر وہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو

آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں اور قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے کے قابل بنا سکے ۔ اور پھر اس بات کا عزم کریں کہ اس مہینہ میں جو معمولات فرض کر دیئے گئے ہیں، اور وہ معمولات جن کی تاکید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے ، اور وہ معمولات جو آپ خود اپنے لئے طے کریں گے تاکہ اس ماہ سے بھرپور نفع حاصل کر سکیں --- ان سب کو آپ محنت اور استقامت سے بجالانے کی پوری کوشش کریں گے ۔

اس مقصد کے لئے بہت مفید ہو گا اگر آپ رمضان المبارک کے آغاز سے پہلے آخری دن میں، یا آغاز ہونے کے فوراً بعد پہلی ہی رات میں، دو گھڑیاں تنہا بیٹھ جائیں ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خود کو حاضر جانیں ، اس کی حمد کریں، اس کے نبیؐ پر درود بھیجیں ، اپنے گناہوں سے استغفار کریں۔ اس کے بعد آنے والے مہینہ کے بارہ میں وہ تمام باتیں سوچیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے (یا اسی تحریر کو پڑھ لیں) ۔ اس کے بعد پورے ماہ کے لئے کوشش اور محنت کی نیت اور عزم کریں ، اللہ تعالیٰ سے توفیق اور اعانت طلب کریں ، اور دعا کریں کہ وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کے آپ کو اپنی راہ پر چلائے ۔

۲- قرآن مجید سے تعلق

دوسری چیز قرآن مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کا اہتمام و التزام ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی مخصوص عبادات ، یعنی روزے اور قیام لیل کو کسی نہ کسی صورت میں قرآن مجید پر مرکوز کر دیتا ہے ۔ اس مہینہ کا اصل حاصل ہی قرآن سیکھنا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے ۔ اس لئے آپ کو سب سے زیادہ اہتمام جس چیز کا کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ وقت قرآن مجید کی صحبت و معیت میں بسر کریں ۔ یہ وقت اس طرح بسر کریں کہ ایک طرف آپ کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کہا ہے ، دوسری طرف آپ کا دل اور آپ کی سوچ قرآن کو جذب کر لے، اور آپ کے اندر اس کے مطابق عمل کے لئے آمادگی پیدا ہو ۔

نماز تراویح کی پابندی سے کم سے کم اتنا ضرور حاصل ہوتا ہے کہ آپ پورا قرآن ایک بار سن لیتے ہیں۔ اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اللہ کا کلام سننے کا روحانی فائدہ اپنی جگہ پر بہت قیمتی ہے۔ لیکن عربی نہ جاننے کی وجہ سے آپ اس عبادت سے یہ فائدہ نہیں حاصل کرپاتے کہ آپ قرآن کے پیغام اور مضامین سے واقف ہو جائیں، یا ان کو تازہ کر لیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ اس مقصد کے لئے کچھ زیادہ محنت کریں ، اور کچھ اُس سے زیادہ وقت قرآن کے لئے لگائیں جتنا وقت آپ تراویح میں لگاتے ہیں ۔ یعنی روزانہ قرآن مجید کا کچھ حصہ ترجمہ سے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں ۔

کتنا حصہ روزانہ سمجھ کر پڑھیں ؟ مقدار کا ایک تعین تو تراویح کی صورت میں کیا گیا ہے۔ یعنی اتنا پڑھنا چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید کا ایک دورہ مکمل ہو جائے ۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینہ جبریل علیہ السلام خود آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا ایک دورہ مکمل کروایا کرتے تھے (بخاری، مسلم :ابن عباسؓ)۔ چنانچہ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ جہاں روز ایک پارہ تراویح میں سنا جائے، وہاں آپ اسی دن ایک پارہ ترجمہ سے پڑھ لیں ۔ لیکن یہ کام مشکل ہے اور کم ہی لوگ اس کو نباہ سکتے ہیں ۔

قرآن مجید نے خود ان لوگوں کو جو کمزور ہیں اس معاملہ میں سہولت دی ہے ——— خواہ یہ کمزوری بیماری کی وجہ سے ہو، تلاش معاش کی وجہ سے، یا فی سبیل اللہ ——— اور فرمایا ہے کہ جتنا آسانی سے پڑھ سکو اتنا پڑھو ۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ - لہٰذا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آنے والے رمضان کی پہلی تاریخ سے آپ اس عزم کے ساتھ قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا کام شروع کر دیں کہ جب اگلا رمضان آئے گا تو اس وقت تک آپ ایک دفعہ پورا قرآن مجید پڑھ چکے ہوں گے ۔ اس مقصد کے لئے روزانہ ایک یا ڈیڑھ رکوع سے زیادہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی ۔ اتنا وقت نکالنا نہ رمضان میں کوئی مشکل ہے، نہ رمضان کے بعد۔

اگر آپ اس معمول کے اہتمام کو بھی مشکل پائیں تو آپ اس رمضان سے کم سے کم

تین آیات روزانہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کریں ۔ اس طرح سال میں نہ سہی، پانچ چھ سال میں آپ ایک دفعہ پورا قرآن ختم کرلیں گے ۔ اس کام کا آغاز رمضان سے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی برکت آپ کے شاملِ حال رہے گی۔

سمجھ کر پڑھنے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ قرآن مجید کو اپنے اندر جذب کریں ، اور اس کے ساتھ اپنے دل اور روح کے تعلق کو گہرا کریں اور پروان چڑھائیں ۔ قرآن مجید نے خود اپنے پڑھنے اور سننے والوں کی جو صفات بیان کی ہیں وہ صرف ذہن سے سمجھ کر پڑھنے تک محدود نہیں ——اس طرح تو بہت سے غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں —— بلکہ روح ، دل، اور جسم کی پوری شرکت کے ساتھ پڑھنے پر حاوی ہیں ۔ قرآن کا اپنا بیان ہے کہ جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے اور پڑھنے والوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں ، اور نرم پڑجاتے ہیں ، ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ، ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں ، ان پر گریہ وزاری طاری ہوجاتا ہے ، ان کا ایمان بڑھتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جب قرآن مجید پڑھو تو روؤ ، اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو، اس لئے کہ قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے ۔

خواہ آپ تھوڑا ہی حصہ پڑھیں ——القارعہ پڑھیں جو کھڑکھڑا دینے والی آفت کی خبر دے رہی ہے، یا الزلزال پڑھیں جو خبر دیتی ہے کہ آپ کی چھوٹی سے چھوٹی برائی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی آپ کے سامنے آجائے گی —— لیکن اس میں ڈوب کر پڑھیں ، اور اس کیفیت کے ساتھ پڑھیں کہ آپ اللہ کے سامنے حاضر ہیں ، وہ آپ سے بات کر رہا ہے اور ہدایت دے رہا ہے ، بتا رہا ہے کہ کیا کرو اور کیا نہ کرو ، کیا پیش آنے والا ہے ، اور کیا کچھ مل سکتا ہے ۔ آپ کا دل اور دماغ اور جسم سب تلاوت کے اس کام میں شریک ہوں ۔

۳- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا

تیسری چیز اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی خصوصی کوشش ہے۔

روزہ کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے، اور رمضان المبارک کا مہینہ تقویٰ کی افزائش کا موسم بہار ہے ۔ اس لئے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا ضروری ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں اور راتوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے ۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان میں قرآن مجید سے خصوصی تعلق، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دن بھر بھوکا پیاسا رہنے، اور اس کے بعد راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور اس کا کلام سننے سے ایک خاص ماحول بنتا ہے اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔ اس ماحول اور کیفیت میں یہ جذبہ زیادہ گہرا اور قوی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے کو ہر اُس چیز سے بچائیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو ۔

یوں تو یہ کوشش زندگی کے ہر معاملہ میں کرنا چاہئے لیکن دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات ، معاشرتی روابط اور اجتماعی اخلاق کے معاملہ میں خاص توجہ کی ضرورت ہے ۔ وہ آدمی بڑا ہی بد قسمت ہوگا جو بڑے اہتمام سے روزے رکھے ، نمازیں پڑھے ، صدقے کرے ، قرآن پڑھے ، اور پھر قیامت کے دن اللہ کے حضور اس حال میں آئے کہ گردن پر لوگوں کی طرف سے دعووں کا ایک انبار ہو ـــ کسی کو مارا ، کسی کو گالی دی ، کسی کی بے عزتی کی ، کسی کا دل دکھایا ، کسی کا مال ناحق کھایا ـــ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کی تمام نیکیاں دعوے داروں کو دے دی جائیں گی ، پھر بھی دعوے ختم نہ ہوئے تو دعوی داروں کے گناہ اس کے سر ڈالے جائیں گے، اور اس کو سر کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا (مسلم: ابوہریرہؓ)۔

آپ قرآن مجید میں اس سیاق کو دیکھیں جس میں روزے فرض کئے گئے ہیں ۔ آپ فوراً سمجھ لیں گے کہ یہی وہ بنیادی مقصد ہے جو روزہ سے حاصل ہونا چاہئے ۔ پہلے

انسانی جان کے احترام اور قصاص کا حکم دیا، پھر ورثہ میں انصاف کے ساتھ وصیت کرنا لازم ٹھہرایا ۔ اس کے بعد روزہ اور رمضان کا بیان ہوا ۔ فوراً بعد ہدایت دی گئی کہ ایک دوسرے کا مال باطل اور ناحق طریقوں سے مت کھاؤ ، پھر یہ اصول بیان کیا گیا کہ وفاداری اور نیکی ظواہر کی پابندی کا نام نہیں ہے، اصل مطلوب تو تقویٰ ہے ۔ اس کے بعد اللہ کی راہ میں لڑنے کا حکم دیا گیا ، مگر تاکید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے اس لئے جنگ میں بھی زیادتی نہ کرو ۔

احکام کی اس لڑی میں روزہ کو جس جگہ جڑا گیا ہے اس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ روزے رکھنے کے بعد یہ ضروری ہے کہ آپ کسی دوسرے انسان کی جان ، مال ، حقوق ، اور عزت پر ہاتھ نہ ڈالیں ۔ اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ روزہ ، گناہوں سے بچنے کے لئے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے ، پس اس کو ڈھال بناؤ ۔ روزہ دار نہ بد کلامی کرے نہ چیخے چلائے ، اور اگر کوئی اور اس کو برا کہے یا اس سے لڑے تو یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں تو روزہ سے ہوں ، میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان برے کاموں میں مشغول ہوں (بخاری، مسلم: ابو ہریرہؓ) ۔ ایک اور حدیث میں نبی کریمؐ نے واضح فرمایا ہے کہ روزہ کا مقصود کھانا پینا ترک کرنا نہیں بلکہ جھوٹ بات اور جھوٹ پر عمل چھوڑ دینا ہے (بخاری: ابو ہریرہؓ) ۔

اچھی طرح جان لیجئے کہ روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے ۔ آنکھ کا بھی روزہ ہے ، کان کا بھی روزہ ہے ، زبان کا بھی روزہ ہے ، ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے ۔ وہ روزہ یہ ہے آنکھ وہ نہ دیکھے ، کان وہ نہ سنے ، زبان وہ نہ بولے ، اعضا وہ کام نہ کریں ، جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے اس نے منع فرمایا ہے ۔

ایک ایک کر کے اپنی خرابیوں پر قابو پانے سے بالآخر بہت کام ہو سکتا ہے ۔ مثلاً ، آنے والے رمضان کے لئے آپ فیصلہ کر لیں کہ آپ کسی سے چیخ چلا کر بات نہ کریں گے ، نہ لڑیں گے ، اور کسی کے بارہ میں کوئی بات نہ کہیں گے ، خواہ سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے ، الا یہ کہ وہ بھلی بات ہو ۔ نافرمانیوں سے بچنے کا آغاز زبان کی حفاظت سے

کریں ۔ یہ مشکل ضرور ہے، لیکن اس کی پابندی زیادہ ممکن الحصول ہے ۔ روزرات کو ان دو باتوں کا احتساب بھی کرلیں اور لغزش ہوئی ہو تو فوراً استغفار کریں ۔

۴۔ نیکی کی جستجو

چوتھی چیز ہر طرح کی نیکیوں کی خصوصی جستجو ہے ۔

ہر لمحہ ہر قسم کی نیکی کی طلب اور جستجو تو مومن کی فطرت کا جز ہونا چاہئے ، لیکن رمضان کے مہینہ میں اس معاملہ میں بھی خصوصی توجہ اور کوشش ضروری ہے ۔ اس لئے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آپ جس نیکی سے بھی خدا کا قرب تلاش کریں، اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے (بیہقی : سلمان الفارسیؓ) ۔ اس سے بڑی ترغیب اور کیا ہو سکتی ہے ؟

یہ جستجو مراسم عبادت کے دائرہ میں بھی کریں، مثلاً تکبیر تحریمہ کا التزام ، نفل نمازوں کا اہتمام ، اور یہ جستجو انسانی تعلقات کے دائرہ میں بھی ہونی چاہئے ۔ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے ، اس کو ایذا نہ پہنچانا بھی صدقہ ہے ، اس کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے ۔

جب بندہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے ، تو ظاہر ہے کہ اپنے شوق اور خواہش سے کرتا ہے ۔ اس لئے کہ نوافل کا اہتمام نہ کرنے سے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے ۔ جب بندہ اپنے شوق سے دوڑ دوڑ کر اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کام کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کوئی موقعہ ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، تو پھر اس کے بارہ میں وہ حدیث قدسی صادق آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں ، میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ، اور اس کا پاؤں بن جاتا

ہوں جس سے وہ چلتا ہے (بخاری : ابو ہریرہؓ)

اس سلسلہ میں آپ کوئی تین نیکیاں خاص طور پر چن لیں، اور ان کا اہتمام رمضان کے مبارک مہینہ میں کریں۔

۵- قیام لیل

رات کا قیام اور تلاوت قرآن ، اپنا احتساب اور استغفار ، تقویٰ کے حصول کے لئے بہت ضروری اور انتہائی کارگر نسخہ ہے۔ یہ متقین کی صفت اور علامت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متقین وہ ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں ، اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں ۔(الذاریٰت ۵۱:۱۸)

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز قیام الیل کی ہی ایک صورت ہے ۔ آپ شروع رات میں بیس رکعتوں میں کھڑے ہو کر قرآن سنتے ہیں ۔ یہ قیام لیل ہے ۔ قیام لیل کا دوسرا وقت وہ ہے جو نصف شب کے بعد یا رات کے آخری تہائی حصہ میں ہے ۔ یہ وقت سحری کے وقت کے ساتھ متصل ہے ۔ سحری کا وقت ہی وہ وقت ہے جس میں استغفار کی تاکید قرآن نے کی ہے ۔

رمضان کے مہینہ میں تھوڑا سا اہتمام کر کے رات کے اس آخری حصہ میں آپ قیام لیل کی برکت حاصل کر سکتے ہیں ، اور آپ کا شمار مُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَار میں ہو سکتا ہے ۔ اس کا طریقہ بڑا آسان ہے ۔ سحری کے لئے تو آپ اٹھتے ہی ہیں، پندرہ بیس منٹ پہلے اٹھ کے ، وضو کر کے ، دو رکعت نماز پڑھ لیں ۔

یہ رات کا وہ حصہ ہے جس کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کے بہت قریب آتا ہے اور پکارتا ہے، کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے جو مانگے دوں ، کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہے کہ میں اس کو معاف کر دوں (بخاری، مسلم : ابو ہریرہؓ)۔ ایک روایت میں تو دل کو تڑپا دینے والے یہ

الفاظ ہیں کہ رات کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے ، کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے جو نہ تو فقیر ہے نہ ظالم ، اور صبح تک یہی کہتا رہتا ہے ۔ (مسلم: ابوہریرہ رض)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ اس طرح پھیلا رکھا ہو ، اور آپ کھانے پینے کے لئے اٹھ ہی رہے ہوں ، تو اس سے زیادہ آسان خوش نصیبی کی راہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ چند منٹ زیادہ لگا کر اپنے گناہ بخشوالیں اور جو مانگیں وہ پالیں ۔

اگر دو رکعت نماز پڑھنا بھی مشکل ہو، تو کم از کم اپنی پیشانی اپنے رب کے حضور سجدہ میں زمین پر رکھ کر اس کے سامنے گڑگڑائیں ، روئیں دھوئیں ، اپنے گناہوں پر استغفار کریں ، خیر و برکت طلب کریں ، اور راہ حق پر استقامت کی آرزو کریں ۔ پانچ دس منٹ میں آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے ۔ مگر ایک دفعہ اگر آپ نے آہ سحر گہی کی لذت پالی تو آپ زیادہ وقت بھی لگانا چاہیں گے، اور رمضان کے بعد بھی اس لذت کے پیچھے جائیں گے ۔

٦- ذکر و دعا

چھٹی چیز ذکر اور دعا کا اہتمام ہے ۔

ذکر اور دعا کا اہتمام پوری زندگی میں ہر وقت ضروری ہے۔ ذکر کیا ہے؟ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے ذکر ہے ، خواہ دل سے ہو، یا زبان سے، یا اعضاو جوارح سے — روزہ بھی ان معنوں میں ذکر ہے ، بھوک پیاس بھی ذکر ہے ، اور تلاوت قرآن ، خصوصاً نماز میں، تو ہے ہی ذکر کی بڑی اعلیٰ وارفع صورت ۔ لیکن رمضان المبارک میں زبان سے ذکر یعنی کلمات ذکر کا ورد اور دعا کا اہتمام بہت ضروری اور نافع ہے ۔ یہ نفل ہے مگر ثواب فرض کا پاتا ہے ، اس سے غفلت دور ہوتی ہے، اور توجہ رمضان کی خیر و برکت حاصل کرنے پر مرکوز رکھنے میں آسانی ہوتی ہے ۔

رمضان المبارک میں الحمد للہ ، سبحان اللہ ، لاالہ الا اللہ ، اللہ اکبر ، سبحان اللہ وبحمدہ ، سبحان اللہ العظیم ، لاحولَ ولاقوۃَ اِلاباللہِ ، اَستَغفِرُاللہ ، اَتُوبُ اِلَیہ جیسے کلمات کاورد کثرت سے کیجئے تاکہ زبان اللہ کی یاد سے تر رہے ۔

دعا، ذکر کی ہی ایک صورت ہے ۔ دعا اس بات کا اقرار ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہی مل سکتا ہے ، اور سارے اختیارات اور خزانوں کا مالک صرف وہی ہے ۔ دعا ہمارے سراپا محتاج اور فقیر ہونے کا اقرار ہے ۔ فقرواحتیاج کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو ، یہی عبودیت کی روح ہے ۔ کیوں کہ رمضان المبارک کا ہر لمحہ عظیم خیروبرکت کا حامل ہے اس لئے بار بار اپنے آقا کے آگے ہاتھ پھیلانا چاہئے ۔ رمضان میں عام اوقات کے علاوہ قبولیت کے خاص اوقات ہیں ۔ ان میں افطار کا وقت بھی ہے ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے ۔

اسی ضمن میں کوشش کریں کہ پہلے عشرہ میں رحمت کی طلب کثرت سے کریں ، دوسرے عشرہ میں مغفرت کی ، اور تیسرے عشرہ میں نار جہنم سے رہائی کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عشروں کی یہ خصوصیات بیان فرمائی ہیں (بیہقی: سلمان الفارسیؓ) ۔

اذکار کے کسی مخصوص نصاب کو یاد کر کے اس کی پابندی کیجئے ۔ مختلف اوقات اور حالات کی دعاؤں اور جامع مسنون دعاؤں میں سے بھی ہر رمضان میں چند دعائیں یاد کر لیا کریں ۔

۷۔ شب قدر اور اعتکاف

ساتویں چیز شب قدر کا اہتمام ہے

یہ وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ۔ یہ رات اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے ، اس کام کے لحاظ سے جو اس رات میں انجام پایا ، ان خزانوں کے لحاظ سے

جو اس رات میں، تقسیم کئے جاتے ہیں اور حاصل کئے جا سکتے ہیں، ہزاروں مہینوں اور ہزاروں سالوں سے بہتر ہے ۔ جو اس رات قیام کرے اس کو سارے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے ۔ ہر رات کی طرح اِس رات میں بھی وہ گھڑی ہے جس میں دعائیں قبول کر لی جاتی ہیں ، اور دین و دنیا کی جو بھلائی مانگی جائے وہ عطا کی جاتی ہے (مسلم : جابرؓ)۔ اگر آپ اس رات کے خیر سے محروم رہیں تو اس سے بڑی بد قسمتی اور کوئی نہیں ہو سکتی (ابن ماجہ : انس بن مالکؓ)۔

یہ رات کون سی رات ہے ؟ یہ ہم کو یقینی طور پر نہیں بتایا گیا ہے ۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری عشرہ کی کوئی طاق رات ہے ، یعنی اکیسویں ، تیئیسویں ، پچیسویں ، ستائیسویں ، یا انتیسویں ۔ بعض احادیث میں کہا گیا ہے کہ یہ آخری عشرہ کی کوئی ایک رات یا رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہے ۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے ، کہ یہ ستائیسویں رات ہے ، اور اگر اس رات قیام اور عبادت کا اہتمام کر لیا جائے تو کافی ہے ۔ یہ ضرور ہے کہ بعض صحابہ اور صلحاء کی روایات سے ستائیسویں رات کی تائید ہوتی ہے ، لیکن میرے خیال میں اس رات کا واضح تعین نہ کئے جانے میں ایک گہری حکمت پوشیدہ ہے ۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں یہ رات معلوم ہے ، اور یہ ستائیسویں رات ہے ، تو یہ حکمت ضائع ہو جاتی ہے ۔ اس کو پوشیدہ رکھنے کا راز یہ ہے کہ آپ اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہیں ، ، محنت کریں ، اپنی آتش شوق کو جلتا رکھیں ۔ آخری عشرہ کی ہر طاق رات میں تلاش کریں ، اس سے زیادہ شوق ہو تو اِس عشرہ کی ہر رات میں ، اور اس سے بھی زیادہ ہمت ہو تو رمضان کی ہر رات میں ۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیاری ہے وہ یہ کہ بندہ اس کو خوش کرنے کے لئے ، اور اس کی رحمت اور انعامات کی طلب اور شوق میں ، ہر وقت ہمہ تن جستجو بنا رہے ، مسلسل کوشش میں لگا رہے ۔ کام سے زیادہ ارادہ اور مسلسل کوشش ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے ۔ اگر معلوم ہو کہ یہ رات کون سی ہے تو سعی وجہد کی جو کیفیت مطلوب ہے وہ ہاتھ نہ آئے گی ۔

اس رات کے قیام میں سے وہ سارا خیر و برکت تو حاصل ہو گا ہی جو کسی بھی رات کے قیام سے حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن ایک طرف تو اس عام خیر و برکت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے ، دوسری طرف مزید خیر و برکت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں ۔ پورا رمضان المبارک ہماری امت پر اللہ تعالیٰ کی اِس خصوصی رحمت کا مظہر ہے کہ اس نے ہمارے لئے کم وقت اور مختصر عمل میں وہ ثواب اور اجر رکھا ہے جو دوسری امتوں کو طویل مدت اور بہت عمل سے حاصل ہوتا تھا ۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ امت مسلمہ کو عصر سے مغرب تک محنت کر کے اس سے کہیں زیادہ مزدوری ملے جتنی یہودیوں کو فجر سے ظہر تک ، اور عیسائیوں کو ظہر سے مغرب تک ، کام کر کے ملی ، (بخاری : ابن عمرؓ) شب قدر ہمارے رب کی اس خصوصی رحمت کا سب سے بڑا ثبوت ہے ۔

چنانچہ آپ کمر ہمت کس لیجئے ! کوشش کیجئے کہ کم سے کم آخری عشرہ کی ہر طاق رات اللہ کے حضور قیام و صلوٰۃ ، تلاوت و ذکر اور دعا و استغفار میں گذاریں ۔ پوری رات ممکن نہ ہو تو نصف شب کے بعد سحری تک دو تین گھنٹے گذاریں ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں ، سجدہ میں پیشانی زمین پر ٹیک دیں ، روئیں اور گڑگڑائیں ، اپنے گناہوں سے استغفار اور توبہ کریں ۔

قبولیت دعا کی خصوصی گھڑی تو ہر شب آتی ہے ، لیکن شب قدر میں اس گھڑی کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے ، اس کی شان اور تاثیر ہی جدا ہوتی ہے ۔ وہ گھڑی نہ معلوم کون سی ہو ، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو ایک مختصر مگر بہت جامع دعا سکھائی تھی ، جو اسی رات میں آپ بھی کثرت سے مانگیں ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (احمد، ترمذی : عائشہ)

میرے اللہ ، تو بہت معاف کرنے والا ہے ، معاف کرنے کو محبوب رکھتا ہے ، پس مجھے معاف کر دے ۔

اگر ہمت و حوصلہ ہو تو پھر آپ آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام ضرور کریں۔
اعتکاف قلب و روح، مزاج و انداز، اور فکر و عمل کو للہیت کے رنگ میں رنگنے اور ربانیت کے سانچہ میں ڈھالنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرح شب قدر کی جستجو کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اعتکاف ہر شخص کے لئے تو ممکن نہیں، لیکن اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کو فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اعتکاف کیا ہے، اور اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے، اپنے گھر والوں کو جگاتے، اور اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور عشرہ میں نہ کرتے (بخاری، مسلم)۔

اعتکاف کی اصل روح یہ ہے کہ آپ کچھ مدت کے لئے دنیا کے ہر کام، مشغلہ، اور دلچسپی سے کاٹ کر اپنے آپ کو صرف اللہ کے لئے وقف کر دیں۔ اہل و عیال اور گھر بار چھوڑ کے اس کے گھر میں گوشہ گیر ہو جائیں، اور سارا وقت اس کی یاد میں بسر کریں۔ اعتکاف کا حاصل بھی یہ ہے کہ پوری زندگی ایسے سانچہ میں ڈھل جائے کہ اللہ کو اور اس کی بندگی کو ہر چیز پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہو۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ میں سے ہر شخص دس دن کا اعتکاف کی، لیکن ایک کام آپ آسانی سے کر سکتے ہیں، جس سے آپ اپنی استطاعت کی حد تک اعتکاف کی روح زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں۔ وہ یہ ہے کہ آپ جب بھی مسجد جائیں تو اعتکاف کی نیت کر لیں، کہ جو وقت بھی میں یہاں گذاروں گا وہ میں نے اللہ کے لئے فارغ کر دیا ہے۔

۸- انفاق فی سبیل اللہ

آٹھویں چیز اللہ کی راہ میں فیاضی سے خرچ کرنا ہے
نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ

نے بخشا ہے وہ سب خرچ کرنا ۔ وقت بھی اور جسم و جان کی قوتیں بھی ۔ لیکن سب سے بڑھ کر مال خرچ کرنا ، اس لئے کہ مال ہی دنیا کی محبوبیت و مرغوبیت کی جڑ ہے، اور دنیا کی محبت ہی ساری کمزوریوں کا سر چشمہ ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے ۔ لیکن جب رمضان المبارک کی آتا ، اور حضورؐ کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوتی ، تو پھر آپ کی سخاوت اور داد و دہش کی کوئی انتہا نہ رہتی، آپؐ اپنی فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے تھے ۔ (بخاری ، مسلم : ابن عباسؓ) قیدیوں کو رہا فرماتے اور ہر مانگنے والے کو عطا کرتے ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ایک دانہ اور ایک ایک پیسے پر جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کم سے کم سات سو گنا اجر کا وعدہ فرمایا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کو وہ چاہیں گے اس سے بہت زیادہ بھی عطا کریں گے ۔ یہ وعدہ اس کلام پاک میں ہے جس کی صداقت میں ذرہ برابر شبہ نہیں کیا جا سکتا سرمایہ کاری کے لئے اتنے بے پناہ منافع کا وعدہ کرنے والا پراسپیکٹس اور کہاں پایا جا سکتا ہے ؟ اور اس سرمایہ کاری کے لئے رمضان سے بہتر وقت اور کون سا ہو سکتا ہے ، جب فرض ویسے ہی ستر گنا بڑھ جاتا ہے اور نفل فرض کے برابر ثواب حاصل کرتا ہے ؟

انفاق فی سبیل اللہ متقین کی لازمی صفت ہے ، تقویٰ بنیادی شرط ہے ، اور تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ناگزیر ہے ۔ رمضان میں انفاق ، روزہ کے ساتھ مل کر ، حصول تقویٰ کے لئے آپ کی کوشش کو کئی گنا زیادہ کارگر اور بار آور بنا دے گا ۔

پس آپ رمضان میں اپنی مٹھی کھول دیں۔ اللہ کے دین کی اقامت و تبلیغ کے لئے ، اقرباء کے لئے ، یتیموں اور مسکینوں کے لئے ، جتنا مال بھی اللہ کی راہ میں نکال سکیں نکالیں ۔ بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں ، تو کچھ تنگی اور سختی جیب کے معاملہ میں بھی برداشت کیجئے ۔ لیکن جو کچھ دیجئے صرف اللہ کے لئے دیجئے ۔ کسی سے بدلہ اور شکریہ کی خواہش آپ کے دل میں نہ ہو ۔ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۔ اس سے

کیا فائدہ کہ آپ مال نکالیں ، سرمایہ کاری کریں ، اور اپنے ہی ہاتھوں سرمایہ اور نفع دونوں ضائع کر دیں ۔

زکوٰۃ بھی پورا حساب کر کے اسی ماہ میں نکالئے ۔ اس طرح باقاعدگی بھی آجائے گی اور ثواب بھی آپ کو ستر گنا ملے گا ۔

۹- انسانی ہمدردی ، ہمہ گیر ہمدردی

نویں چیز انسانی ہمدردی ہے

رمضان کے مہینہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر المواساۃ فرمایا ہے ۔ یہ اپنے جیسے انسانوں ، اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے ۔ خاص طور پر یہ معاش و رزق کے دائرہ میں ایک دوسرے کی تنگیوں اور محرومیوں ، پریشانیوں اور دکھوں میں شرکت اور مدد و خدمت کا مہینہ ہے ۔ آپ کی اپنی بھوک پیاس جہاں آپ میں تقویٰ ، ضبط نفس ، امرِ الٰہی کی اطاعت ، اور صبر کی صفات پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ وہیں یہ آپ کو دوسرے انسانوں پر بھوک پیاس اور دکھ درد میں جو کچھ بیتتی ہے اس کا کچھ ذائقہ چکھاتی ہے ۔ ذاتی تجربہ اور احساس سے آپ کے اندر ہمدردی اور مدد کا بڑا مضبوط اور جان دار جذبہ پیدا ہو سکتا ہے ۔

نیکی و بھلائی اور تقویٰ کا یہ دائرہ بہت وسیع ہے ۔ اس کے پہلو اور شاخیں بے شمار ہیں ۔ کھانا کھلانا ، مریضوں کا علاج اور عیادت ، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری ، محتاجوں اور فقیروں کی حاجت روائی ، صلہ رحمی ، وغیرہ یہ سب اسی وسیع دائرہ کے چند گوشے ہیں ۔ اس خدمت کے مستحق سب ہیں ۔ آپ کے اہل و عیال اور اقرباء بھی ، آپ کے دوست احباب بھی ، آپ کے پڑوسی بھی ، آپ کے دینی بھائی بھی ، اور عام مسلمان اور انسان بھی ۔

ہمدردی کے اس ہمہ گیر کام کی طرف مسلسل توجہ پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ روزہ دار کو افطار کرانے کی ترغیب دی ہے ۔ آپ نے فرمایا ہے :۔

جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے لئے گناہوں سے مغفرت اور دوزخ کی آگ سے رہائی ہے ۔ اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو ، اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ ہم نے کہا ، اے اللہ کے رسول ، ہم میں سب کے پاس تو اتنا سامان نہیں ہوتا کہ روزہ دار کو افطار کرائیں ؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی عطا کرتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ ، ایک کھجور ، یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی روزہ دار کو افطار کرائے ۔ (پھر فرمایا) جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی ۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے (بیہقی : سلمان الفارسیؓ)

اس لئے اس مہینہ میں خاص اہتمام کیجئے کہ آپ اپنے بھائی بہنوں کے کام آئیں ، بھوکوں کو کھانا کھلائیں ، ضرورت مندوں کی ضرورت رفع کریں ، سائل اور محروم کو اپنے مال میں سے ان کا حق دیں ۔ اس بات کو یاد رکھئے کہ گناہوں کی مغفرت ، جہنم سے رہائی ، حوض کوثر سے سیرابی ، جنت میں داخلہ جیسے انتہائی عظیم انعامات مخلوق خدا کی خدمت سے ملتے ہیں ، اور ان کو ایذا رسانی سے نماز ، روزے اور صدقات کے بڑے بڑے ڈھیر ضائع ہو جاتے ہیں ۔ خدمت چھوٹی ہو یا بڑی ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ جو آپ کے پاس ہو اور دے سکتے ہوں وہ دے دیں ، جو آپ کر سکتے ہوں وہ کر دیں ۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو حقیر اور کم نہ جانئے ، ایک وقت کا کھانا ہی ہو ، ایک گلاس پانی ہی ہو ، ایک روپیہ ہی ہو ، ایک اچھی بات ہی ہو ، ایک سفارش ہی ہو ، ایک پیاسے کتے کی پیاس بجھانا ہی ہو ۔ یہ سب کام آپ کو جنت میں پہنچا سکتے ہیں ۔

۱۰ - دعوت الی القران

دسویں چیز قرآن اور خیر کی طرف بلانا ہے۔

آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی انسان کی سب سے بڑی خدمت اور اس کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی آگ کی طرف لے جانے والے راستوں اور کاموں سے بچا کر اس کی رضا اور اس کی جنت کی طرف لے جانے والے راستوں اور کاموں پر لگا دیا جائے ۔ دنیا کی بھوک پیاس دنیا کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جائے گی ، یہاں کا ہر دکھ درد گزر جائے گا ۔ مگر آخرت کی بھوک پیاس کبھی ختم نہ ہو گی ، وہاں کے دکھ درد سے کبھی نجات نہ ملے گی ، وہاں کا کانٹوں کا کھانا اور لہو ، پیپ اور کھولتے ہوئے پانی کے گھونٹ ، ہمیشہ کا مقدر بن جائیں گے ۔ اس لئے جس خدمت سے کسی کے لئے وہاں کی بھوک پیاس بجھنے کا سامان ہو ، اسے وہاں کے دکھ درد سے نجات مل جائے ، وہی خدمت اس کی سب سے بڑی خدمت ہے ۔ روزہ دار کو افطار کرانے سے اس کا روزہ کا پورا ثواب آپ کو ملے گا ، مگر اسی طرح کسی کو نیکی اور بھلائی کی راہ پر لگا دینے سے تو اس کی نیکیوں اور بھلائیوں کا سارا ثواب آپ کو ملے گا ۔ آپ سوچیں تو یہ لامتناہی سلسلہ ہے ثواب کا ۔

قرآن کی وجہ سے ہی رمضان کو عزت و شرف حاصل ہوا ہے ۔ پھر نزول قرآن کے مہینہ سے زیادہ موزوں وقت اس کام کے لئے کیا ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں تک قرآن مجید کا پیغام پہنچائیں ، ان کو قرآن کی تعلیمات سے آگاہ کریں ، ان کو قرآن کے مشن کی طرف بلائیں ، ان کو قرآن کی امانت کا حق ادا کرنے کے لئے کھڑا کریں ۔

رمضان المبارک میں آپ کے اپنے معمولات ہوتے ہیں ۔ آپ کی توجہ اپنے تزکیہ ، تلاوت قرآن ، نفل نماز ، اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹ لینے کی طرف ہوتی ہے ۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اس توجہ کی وجہ سے یہ سب سے بڑی نیکی ، نیکیاں سمیٹ لینے کا کبھی ختم نہ ہونے والا راستہ ، آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے ۔

دعوت الی اللہ اور دعوت الی القرآن کا کام سب سے بڑی نیکی ، اور نیکیوں کے لئے سب سے زیادہ منافع بخش سرمایہ کاری ہی نہیں ، خود آپ کے تزکیہ و تربیت کا سب سے مؤثر ذریعہ بھی ہے ۔

رمضان المبارک میں عام مسلمانوں کے قلوب اللہ کی طرف اور نیکی اور بھلائی کی طرف جھکے ہوتے ہیں ۔ اس لئے اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ وہ آپ کی بات توجہ سے سنیں ، یہ بات ان کے دلوں میں اتر جائے ، وہ اس کو قبول کر لیں ، اور اپنی زندگیاں اُس مقصد کے لئے لگانے پر آمادہ ہو جائیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور قرآن پاک نازل فرمایا ۔

اس کام کے دو طریقے ہو سکتے ہیں ۔

ایک یہ کہ آپ اپنے رمضان کے معمولات میں دعوت کے کام کو شامل کر لیجیے ۔ افطار پر بلائیں تو چند لمحات اس گفتگو کا موقع نکالیں ، ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ گفتگو اور ملاقات ہو تو اس مقصد کو سامنے رکھیں ، بات رمضان کے حوالہ سے کریں اور اس بات کو مقصد قرآن کی ادائیگی کے لئے کچھ کرنے تک پہنچائیں ۔

دوسرے یہ کہ آپ کچھ مخصوص افراد یا کسی ایک فرد، کو اپنا ہدف بنالیں، کہ اس ماہ ان کے ساتھ مسلسل اور خصوصی روابط کے ذریعہ انہیں قرآن کا بتایا ہوا کام کرنے کے لئے آگے بڑھانا ہے ۔

حرف آخر

یہ دس چیزیں میں نے آپ کے سامنے الگ الگ بیان کی ہیں ۔ لیکن آپ غور کریں تو یہ سب ایک ہی مقصد کے رشتہ سے بندھی ہوئی ہیں اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں ۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ ہم رمضان سے وہ تقویٰ اور قوت و استعداد حاصل کریں جس سے ہم قرآن کی امانت کا حق ادا کرنے کے اہل بن جائیں ۔ یہ مقصد اس لئے سب سے اہم مقصد ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کی فلاح صرف قرآن سے وابستہ ہے ، اور دنیا میں ہمیں عزت اور سربلندی بھی صرف قرآن کے ذریعہ ہی نصیب ہو سکتی ہے ۔ آخرت میں بھی ہماری نجات اور فلاح کا دارومدار اسی بات پر ہے کہ ہم قرآن مجید سے کیا سلوک کرتے ہیں ، اس کی بتائی ہوئی راہ پر کہاں تک چلتے ہیں ، اور اس کے لانے والے کا اتباع کتنا کرتے ہیں ۔

رمضان المبارک ہر سال آتا ہے ایک کے بعد دوسرا رمضان آتا ہے، اور صدیوں سے آرہا ہے ۔ ایک کے بعد دوسرا قرآن ختم ہوتا ہے ، اور ان گنت تعداد میں ہوتا ہے ۔ ہر رمضان میں تلاوت قرآن ہوتی ہے ، روزے رکھے جاتے ہیں ۔ نمازیں پڑھی جاتی ہیں ، ذکر اور دعا میں راتیں بسر ہوتی ہیں ، لیکن ہم وہیں کے وہیں رہتے ہیں جہاں رمضان شروع ہونے سے پہلے ہوتے ہیں ۔ تقویٰ سے اتنے ہی محروم رہتے ہیں جتنے رمضان کے بغیر تھے ۔ نہ ہماری شخصی حالت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ نہ ہمارے انفرادی اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے ، نہ ہماری قومی و ملی حالت میں تغیر واقع ہوتا ہے ، نہ ہمارے

اوپر سے ذلت و مسکنت اور غلامی و پستی کے بادل چھٹتے ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟ اول تو اس لئے کہ شوری اہتمام اور کوشش کے بغیر ہم رمضان سے وہ خیر کثیر حاصل نہیں کر سکتے جس کے خزانے لٹاتے ہوئے وہ ہر سال ہمارے اوپر سایہ فگن ہوتا ہے۔ اس شعوری کوشش اور اہتمام سے ہم محروم ہیں، یا اُس کی طرف سے لاپرواہ ہیں۔

اس سے زیادہ یہ کہ ہماری حالت اُس حالت سے زیادہ قریب ہے جس کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں متنبہ فرمایا ہے کہ جو جھوٹ کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری: ابوہریرہؓ)۔ اللہ کو اپنا رب کہنا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول ماننا، قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرنا، پھر نہ یہ جاننے کی کوشش کرنا کہ یہ سب ہم سے کیا کہتے ہیں، نہ اس پر عمل کرنا --- آخر یہ سب جھوٹ اور جھوٹ پر عمل نہیں تو اور کیا ہے؟ منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور کہتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات تو سچی کرتے ہیں، لیکن ہیں جھوٹے۔ گویا زبان سے سچی بات کہنے کے باوجود انسان جھوٹا ہو سکتا ہے، اگر وہ اس سچی بات کے تقاضے نہ مانے اور ان کے مطابق عمل نہ کرے۔

دوسرے یہ کہ، ہماری عبادات کا، ہماری نمازوں کا، ہمارے روزوں کا، ہمارے اعمال کا، اور ہماری سرگرمیوں کا رشتہ اس مقصد سے کٹ چکا ہے جو قرآن لے کر آیا تھا اور جس کے لئے رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے۔ سب کچھ اسی لئے تھا کہ ہم قرآن کو خدا کے بندوں تک پہنچائیں، اس کے سانچہ میں اپنے آپ کو ڈھالیں اور اپنے معاشرہ کو بھی ڈھالیں، قرآن کو قائم کریں، اور اس راہ میں صبر و استقامت سے جدوجہد کریں اور قربانیاں دیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ ایک بار پھر یہ پکارتا ہوا آرہا ہے کہ، آؤ اور جانو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تم سے کیا کہا ہے۔ آؤ اور ہر اس چیز کو ترک کر دو، خواہ وہ تمہیں

کتنی ہی مرغوب و محبوب ہو ، جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے ۔۔۔

ورنہ، اس سے بڑی بد قسمتی تمہاری اور کیا ہو سکتی ہے کہ رمضان تمہارے پاس آئے ، تم روزے بھی رکھو ، بھوک پیاس بھی برداشت کرو ، راتوں کی نیند قربان کرکے تراویح بھی پڑھو ، اوراس کے بعد بھی سوائے بھوک پیاس اور رتجگے کے اور کچھ تمہارے ہاتھ نہ آئے ۔ بلکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اوپر وہ مثال صادق آجائے جو اللہ تعالیٰ نے حاملینِ تورات کے بارہ میں بیان فرمائی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَاراً (الجمعه : ٦٢ . ٥)

جن لوگوں پر تورات کی امانت کا بار رکھا گیا پھر انہوں نے اس امانت کو نبھانے کا حق نہ ادا کیا ، ان کی مثال ان گدھوں کی طرح ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہوں ۔

یا ، کہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، رمضان اور قرآن کے حوالہ سے ، اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہمارے خلاف دعوی لے کر کھڑے ہو جائیں ۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً (الفرقان ٢٥ . ٣٠)

اور رسول کہے گا ، اے میرے رب ، میری قوم نے اس قرآن کو متروک و مہجور کر چھوڑا تھا ۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک میں وہ تقویٰ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم قرآن مجید کی ہدایت کے مستحق ہوں ، ہم قرآن کا علم حاصل کریں ، اس پر عمل کریں ، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کا پیغام لے کر کھڑا ہونے اور اس کو قائم کرنے کے لئے جہاد کرنے کی ہمت ، حوصلہ ، عزم اور شوق و ولولہ عطا فرمائے ۔ آمین!

ہماری مطبوعات

قرآن

- تفہیم القرآن اوّل تا ششم — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- ترجمہ قرآنِ مجید مع مختصر حواشی — ״
- تلخیصِ تفہیم القرآن — مولانا صدرالدین اصلاحی

حدیث

- زادِ راہ (مجموعۂ حدیث) — مولانا جلیل احسن ندوی
- سفینۂ نجات (مجلد) — ״
- کلامِ نبوت — مولانا محمد فاروق خاں
- ترجمان الحدیث — مولانا سید محمود حسن

سیرتِ رسولؐ

- سیرت سرورِ عالمؐ — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- محسنِ انسانیتؐ — نعیم صدیقی
- سیدِ انسانیتؐ — ״
- دُرِّ یتیم — ماہر القادریؒ

سوانح

- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس صحابہ — طالب ہاشمی
- خیر البشرؐ کے چالیس جاں نثار — ״
- ام المومنین حضرت عائشہؓ — مائل خیرآبادی
- چوہدری علی احمد — اسعد گیلانی

تاریخ

- خلافت و ملوکیت — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- یہودیت و نصرانیت — ״
- ملتِ اسلامیہ کی مختصر تاریخ — ثروت صولت
- تاریخِ افکار و علومِ اسلامی — راغب الطباخ

مرکزی مکتبہ اسلامی - دہلی

از: طالب ہاشمی

- ★ پچاس صحابہ رضی کی پاکیزہ زندگی کے حالات
- ★ صحیح واقعات و حالات پر مبنی تحقیق
- ★ بے شمار کتب کا نچوڑ
- ★ منفرد اندازِ تحریر
- ★ دل میں اتر جانے والا اسلوبِ نگارش

- اعلیٰ کتابت و طباعت
- مضبوط اور خوبصورت جلد
- سفید کاغذ
- سائز $\frac{36 \times 23}{16}$

قیمت: ـــــــ /۶۰ روپے

محسن انسانیت
صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلفہ : نعیم صدیقی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ انقلابی نقطۂ نظر سے، جس میں حضور صلی ا
علیہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی قائدانہ صلاحیت
خداداد سیاسی بصیرت
حکیمانہ تشریع و اصلاحات، اعلیٰ ترین روایات، عدل و انصاف کا دلآویز
اور پاکیزہ عکس پیش کیا گیا ہے۔
سیرتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند واقعات ایک نئے انداز میں۔ اردو میں
ایک منفرد کتاب۔
صفحات : ۷۲۰
قیمت (مجلد) ۷۰/- روپے
سرورِ کائنات ﷺ کے پچاس صحابہ رض
از : طالب ہاشمی
پچاس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
پاکیزہ زندگی کے حالات۔
صحیح واقعات و حالات پر مبنی تحقیق۔
بے شمار کتب کا نچوڑ۔
منفرد انداز تحریر۔
دل میں اتر جانے والا اسلوب نگارش۔
سائز ۲۳×۳۶/۱۶
اعلیٰ کتابت و طباعت
مضبوط اور خوبصورت جلد
قیمت ۹۰/- روپے
مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۶